مکتبہ دعوۃ الارشاد

عمار عظیم whatsapp # 0306_6566132

- انٹر نیٹ پہ موجود کتابوں کا مرکز
-

انجینئر محمد محمد علی مرزا کے افکار اور نظریات

مکالمہ اور مناظرہ کے بعد اب مباہلہ سے بھی فرار

مباہلہ کیا ہے؟

.أن يجتمع القوم ـإذا اختلفوا في شيءـ فيقولوا : لعْنَةُ الله على الظالم منا

.) 71 /11(لسان العرب(

جب لوگوں کا کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو تو وہ ایک جگہ جمع ہو کر کہیں: "ہم میں سے جو ظالم ہو اس پر اللہ کی لعنت"

اثباتِ حق اور باطل کو شکست خوردہ کرنے کیلیے مباہلہ کرنا شرعی طور پر جائز ہے، مباہلے میں حق بات ثابت ہو جانے کے

باوجود بھی اسے نہ ماننے والے پر حجت قائم کی جاتی ہے، مباہلہ کی مشروعیت قرآن کریم کی مشہور آیتِ مباہلہ سے ثابت ہوتی ہے:

(فَمَنْ حَاجّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ العِلمِ فَقُلْ تعَالَوْا ندْعُ أبْنَاءَنَا وَأبْنَاءَكمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكمْ وَأنْفسَنَا وَأنْفسَكمْ ثمّ نبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لعْنَةَ اللهِ عَلَى الكاذِبِينَ)

ترجمہ: پھر اگر کوئی شخص علم آ جانے کے بعد اس بارے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ اسے کہہ دو: آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بچوں کو اور عورتوں کو بلا لیں اور خود بھی حاضر ہو کر اللہ سے گڑ گڑا کر دعا کریں کہ "جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو "[آل عمران : 61]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مباہلہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، حالانکہ اس کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ یہ ایک عمومی حکم ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" السنّة فى مجادلة أهل الباطل إذا قامت عليهم حُجّةُ الله ِ ولم يرجعوا ، بل أصرّوا على العناد أن يدعوَهم إلى المباهلة ، وقد أمر الله ُ سبحانه بذلك رسوله ، ولم يقل : إنّ ذلك ليس لأ ُمتك مِن بعدك "(زاد المعاد)(3/ 643)

"جب اہل باطل بحث و مباحثہ کے بعد اللہ تعالی کی جانب سے حجت قائم ہونے پر بھی باطل نظریے سے رجوع نہ کریں، بلکہ اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہیں تو انہیں مباہلے کی دعوت دینا سنت ہے، اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا، اور کہیں یہ نہیں فرمایا کہ مباہلہ آپ کے بعد آپ کی امت نہیں کر سکتی۔

گویا مباہلہ حق آشکار ہونے کے لیے انابت اور ابتہال کی کیفیت کی ایک دعا ہے، جب حق پرست حق کو دلائل و حجت کے ذریعہ مبرہن کر دیتا ہے اور مخالف پھر بھی نہیں مانتا ہے، تو حق پرست بارگاہ الہی میں التجا کرتا ہے، اور مخالف کو بھی بلاتا ہے، کہ وہ آئے اور حق کو آشکارا ہونے کے لیے دعا کرے، اور سب اپنے بچوں کو بھی لائیں اور حق نہ ماننے والے ظلم کاذب پر بددعا کریں اور لعنت بھیجیں۔

مباہلہ کے لیے کچھ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، مثلا:

(۱) حق کا وجود (۲)حق کا داعی (۳) حق کا مدعو (۴) حق کو مبرہن کر دیا گیا ہو۔ (۵) مدعو حق کا انکاری ہو(۶ داعی کو شرح صدر ہو کہ وہ حق پر قائم ہے، اور اس کا مقابل ہوائے نفس میں مبتلا ہوچکا ہے۔(7اس بات پر) مباہلہ آخری حل ہو، یعنی اس سے پہلے تحریر وتقریر، مکالمہ و مناظرہ وغیرہ تمام اختیارات استعمال کرلیے گئے ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مباہلہ کا طریقہ کار رائج رہا:

عصر حاضر میں پراپیگنڈہ کا راج ہے، باطل کی ترویج اور حق کو راہ سےہٹانے کے لیے لوگوں میں باقاعدہ ماحول بنادیا گیا ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو ایک گالی بناکر پیش کیا جاتا ہے۔ مثلا ایک وقت تھا ’فتوی‘ کی اہمیت و حیثیت تھی، کسی کے خلاف فتوی آجانا، اس کے لیے کسی مصیبت سے کم نہیں تھا۔ لیکن اب اس کو ’فتوی بازی‘ کہہ کر لوگ نہ صرف مسترد کرتے ہیں، بلکہ ’فتوی بازی‘ کو ہیرو بننے کے لیے اپنے حق میں استعمال بھی کرتے ہیں، کئی منحرف لوگ باقاعدہ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی فتوی جاری ہو، تاکہ ان کی ریٹنگ بڑھنے کے امکانات روشن ہوں۔

ایک وقت تھا مناظرہ مختلف آرا کو پرکھنے اور مخالفین کے دلائل میں قوت جاننے کا ایک بہترین طریقہ تھا، لہذا یہ مناظرے عوام الناس میں ہی نہیں، امراء و بادشاہوں کی مجالس میں بھی منعقد ہوتے تھے، سب کے سامنے آشکار ہوتا تھا کہ کسی فریق کے دلائل میں کتنی قوت ومنطقیت ہے، لیکن آج ہر جاہل ومبادیات علم وفن سے بھی ناواقف افکار ونظریات کی دنیا میں کود پڑا ہے، اور ہر مشکل مرحلے سے یہ کہہ کر جان چھڑا لیتا ہے، کہ ہم مناظرہ بازی پسند نہیں کرتے۔

یہی کچھ صورت حال مباہلہ کی ہے، شیطان صفت مفکرین ومفسدین علم وتحقیق کی دنیا سے دور بیٹھ کر عوام کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکے ڈال رہے ہیں، جبکہ اہل علم کے ساتھ یہ تحریری گفتگو کرسکتے ہیں نہ مکالمہ ومناظرہ، اور نہ ہی انہیں اپنے جاہلانہ افکار ونظریات پر اطمینان ہے کہ یہ مخلص ہو کر اللہ کے حضور باطل کی بربادی کی دعا کرسکیں۔ اپنی بدعقیدگی، انحراف اور شکوک وشبہات پر کھڑی عمارت کو بظاہر مضبوط دکھانے کے لیے یہ لوگ ’سنت نبوی مباہلہ‘ کو بھی متنازع بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور لوگوں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ مباہلے کرنے والے وہ ہیں، جو دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں۔

حالانکہ علم وتحقیق کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد جب محسوس ہو کہ مخالف کے پاس سوائے ہٹ دھرمی و ضد کے کچھ نہیں رہ گیا، تو پھر مباہلے کی دعوت دینا یہ سنت نبوی اور منہج سلف ہے۔

مثلا مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کو مباہلے کی دعوت دی تھی، نواب صدیق حسن خان صاحب نےصفات کے مسئلہ میں مخالف کو مباہلے کا چیلنچ کیا تھا۔(عون الباری 5/334)

عصر حاضر میں فتنہ انکار حدیث میں مبتلا لوگوں کو مباہلے کے چیلنج کیے گئے، عمر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں دبی میں موجود ایک عاقبت نااندیش امام مسجد جب شرم و حیا کی تمام حدیں پھلانگ گیا، تو اسے راقم نے مباہلے کا چیلنج کیا تھا۔ مرزا محمد علی جہلمی نام کے ایک جاہل مطلق کا جب اہل حدیثوں اور بالخصوص حافظ ابو یحی نورپوری حفظہ اللہ نے ناطقہ بند کردیا، اور مکالمے ومناظرے سے بھی گریزاں ہوا، تو بعض اہل حدیث علما نے اس قماش کے لوگوں کو بھی مباہلے کا چیلنج دیا، ایمان وایقان کی دعوت سے محروم یہ جہلمی وجھالوی پارٹی ابھی تک راہ فرار اختیار کیے ہوئے ہیں۔اور اس پر مستزاد سنت نبوی پر چل کر ایمان وعقیدہ پر شرح صدر کی دولت سے مالا مال جن اہل علم نے انہیں دعوت مناظرہ و مباہلہ دی ہے، ان پر جملے بازی کرکے اپنی خفت مٹارہے ہیں۔

حالانکہ مباہلہ کا چیلنج نبی کریم کے بعد آپ کے صحابہ میں سے عبد اللہ بن مسعود(سنن ابوداود 2307) وعبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما(سنن الدارقطنی 267) اور انکے شاگرد عکرمہ نے کیا۔ حدیث وفقہ اورعقیدہ کے مسلم الثبوت امام اوزاعی(فتح الباری 8/95)نے بھی یہ رستہ اختیار کیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کے ذریعے حلولیوں کو للکارا(مجموع فتاوی ابن تیمیة 4/82)) (توضیح المقاصد 1/31)،ابن قیم نے مسئلہ صفات میں مخالف کا ناطقہ بند کیا((جلیل القدر محدث ابن حجر نے ایک صوفی کو(الضوء اللامع) للسخاوي 6/186)، اور امام عقیدہ محمد بن عبد الوہاب نے(الدرر السنية في الأجوبة النجدية) 1/55)، بعض بدعتی وشرکیات میں مبتلا لوگوں کو دعوت مباہلہ دی۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خان اور ثناء اللہ امرتسری (رحمهم الله جميعا) کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

عوام سے اپیل:

ہم سمجھتے ہیں کہ عوام الناس کو قرآن وسنت اور فہم سلف اور مستند علما کی طرف دیکھنا چاہیے، اور جاہل قسم کے لوگ جو شبہات چھوڑیں تو انہیں علما کی عدالت میں پیش کریں، اور ان جاہلوں کی چکنی چپڑی باتوں اور مکارانہ چالوں پر قربان ہونے کی بجائے، انہیں گریبان سے پکڑ کا علما کے سامنے بٹھائیں، اگر وہ فرار ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کیمروں اور آئی ڈیز کے پردے میں رہ کر سستی جملے بازی اور فتنہ پروری کرنے والے ’مفسدین فی الأرض‘ ہیں ’اصلاح و مصلحین‘ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر یہ واقعتا حق پر ہوتے تو علما سے بات چیت کرنے سے نہ گھبراتے، ان کی یومیہ و ہفتہ وار نام نہاد علمی وتحقیقی مجالس چند نادانوں پر مشتمل نہ ہوتیں، بلکہ یہ علما کے پاس جاکر، یا خود انہیں اپنے پاس دعوت دے کر لوگوں کو دکھاتے، اس قسم کے جاہلوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی عام بندہ ان کے حق میں جملہ کہہ دے تو اس کی پوسٹیں اور ویڈیوز بنوا کرسوشل میڈیا پر نشر کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی عالم دین کال کرے، یا خود انہیں کہیں گھیر کر ان کی خبر لے، تو اسے مکمل بے شرمی وبے حیائی سے چھپالیتے ہیں۔

ایسے ویسوں کا پھانسنے کا طریقہ یہی ہے کہ یہ باور کرواتے ہیں کہ باقی سب لوگ حق بات چھپاتے ہیں، لیکن ہم سب کچھ تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتے ہیں۔ اوئے نام ناد اہل حق! اتنا بڑا دعوی کرکے پھر بھاگتے کیوں ہو؟ چھپتے چھپاتے کیوں ہو؟ کیا تم سے بھی بڑا کوئی بدتمیز ہے کہ تم اس سے ڈرتے ہو؟

اور پھر حیران ہونا چاہیے اِن کے اُن مٹھی بھر چیلوں سے، جو ساری امت اور علما کو ’خائن‘ جھوٹا‘ ماننے کو تیار ہوجاتے

ہیں، لیکن اس ایک ’سامری‘ پر اندھا دھند اعتماد کرلیتے ہیں۔ اوئے تم بیوقوف ہو؟ تمہیں ہپناٹائز کرلیا گیا ہے؟ کہ تم اس کے وظیفہ خور ملازم ہو؟ تم میں اتنی جرات نہیں کہ مرضی کا سوال کرسکو؟ آخر تم اپنے ’سامریوں‘ کو علما کی عدالت میں پیش کرنے سے اتنا کیوں ڈرتے ہو؟ اوئے تمہیں ’طشت از بام‘ ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے؟ ایسے ہی ہے ناں؟ تو میرے بھائی راہ حق کی طرف لوٹ آؤ، ورنہ تمہارے یہ سامری تمہیں علما و سلف و صحابہ سے ہی نہیں، بلکہ قرآن و حدیث کے بھی منکر بنا کر چھوڑیں گے۔ یقین نہیں آتا تو ایک بار پھر مرزا جہلمی کی وہ ویڈیو سنو، جس میں اس نے خود کو مباہلہ سے بچانے کے لیے یہ تک کہ دیا کہ ’ہمارے نزدیک تو مباہلہ کرنا حرام ہے‘، حالانکہ مباہلہ والی یہ سنت نبوی قرآن سے ثابت ہے، اور سلف کا یہ منہج رہا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں قرآن وسنت اور منہج سلف پر قائم رکھے، اور فتنوں سے خود بچنے اور حسب اہلیت ان کا مقابلہ کرنے بھی توفیق عطا فرمائے۔

مرزا جہلمی جیسا فتنہ کیوں پروان چڑھا؟

مرزا جہلمی کا علمی رد تو اصلاح میڈیا کی طرف سے بہترین انداز سے کیا جارہا ہے، لیکن اس فتنے کی پروان چڑھنے کی وجوہات پر میں نے غور کیا ہے، کچھ روز قبل میں نے اپنے یوٹیوب چینل پر ایک کلپ اپلوڈ کیا تھا، جس میں اس موضوع پر اپنا نقطہ نظر واضح کیا۔

میری نظر میں اس کی تین وجوہات ہیں:

1۔ مرزا جہلمی نے تحریک انصاف کی طرح ایک جذباتی نعرہ لانچ کیا ہے، کہ ہم تمہیں حق بتائیں گے، جو مولویوں نے چھپایا، ہم عوام کی عدالت میں لائیں گے۔ لوگ اور بالخصوص نوجوان اس قسم کے نعروں کو پسند کرتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت کی دنیا میں جس طرح تحریک انصاف ٹھس ہے، اسی طرح جہلمی کا نعرہ بھی ٹھس ہے۔

2 ۔ مرزا جہلمی نے اختلافی موضوعات کو اختیار کیا ہے، اور اختلافی میں سے بھی حساس ترین موضوعات، یعنی مشاجرات صحابہ وغیرہ کو... حالانکہ ان تمام موضوعات کو اہل علم اور محدثین اور سلف وخلف نے بھی ذکر کیا ہے، لیکن جس جراتمندی اور بدتمیزی کے ساتھ مرزا جہلمی اس میدان میں کودیں، اس کے لیے ان جیسا جاہل اور عاقبت سے بے خبر ہونا ضروری ہے۔

بہت سارے کم سمجھوں نے اسی سفاہت کو مرزا کا عالمانہ انداز سمجھ لیا۔

3 ۔ مرزا صاحب کو تیسرا فائدہ یہ ہوا ہے کہ ان کا کوئی آگا پیچھا نہیں ہے، نہ کوئی علمی روایت، نہ علمی خاندان، نہ کوئی مسلک نہ کوئی مذہب، لہذا جس طرح یہ دوسروں کو طعنہ زنی اور ان پر ہلڑ بازی کر رہے ہوتے ہیں، کہ تمہارے وڈیروں اور بابوں نے یہ کہا ہے وہ کہا ہے، ان کا مد مقابل ان کو ایسا کوئی الزام نہیں دے سکتا ، کیونکہ مرزا صاحب خود کار پیداوار ہیں.... البتہ یہ امید رکھی جاسکتی ہے، کہ اگر مرزا کی قسمت ذرا پھلنا پھولنا ہوا، تو تھوڑے ہی عرصے میں اس کے تضادات وتناقضات لوگوں کو سمجھ آنا شروع ہوجائیں گے، بلکہ مرزا نے جو انداز گفتگو متعارف کروایا ہے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی بعید نہیں کہ کچھ ہی عرصے کے بعد اس کے پیروکاروں میں سے ہی کوئی بلید وسفیہ اس کے رد میں کھڑا ہوجائے گا۔

میرے نقطہ نظر کو قدرے تفصیل کے ساتھ اس لنک پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مرزا جہلمی کا کردار " مداری اور اسکی پٹاری " جیسا ہے اور اس کے پیچھے چلنے والوں کا حال دلچسپی لیے تجسس کے مارے تماشائیوں جیسا ہے

مداری جب اپنا تماشہ لگاتا ہے تو اسکی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ مجمع بڑا لگے تاکہ مال زیادہ اکھٹا ہوسکے اور دوسرا اس مجمع کے اندر کچھ اس کے اپنے کارندے بھی تماشائیوں کا روپ لیے مجمع میں کھڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مداری بہت پہنچی ہوئی چیز ہے اور اس پٹاری میں بھی بہت قیمتی اور فائدے مند چیزیں ہیں جوکہ تماشائیوں کیلئے حددرجہ مفید اور انوکھی ہونگی

پٹاری میں مداری نے واقعی انوکھی چیزیں رکھی ہوتی ہیں جن کا نام بھی اس نے خود تجویز کیا ہوتا ہے اور بعض چیزوں کے نام لیتا اور انکی خاصیت بھی انوکھی بیان کرتا ہے لیکن دکھاتا نہیں ،جب مجمع سے کوئی زیادہ تجسس کا مارا اس سے اس بابت سوال کرتا ہے تو مداری اسے الگ سے ملنے کا کہہ کر خاموش کروا دیتا ہے اور ساتھ میں بھانپ بھی لیتا ہے کہ اس بیوقوف سے مال کیسے بٹورنا ہے ؟

تماشائی یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی صحیح طبیب کے پاس جانے کی بجائے ایسے عطائیوں کے ہاتھوں لٹنا زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ طبیب کے پاس ایسی کھٹی میٹھی باتیں نہیں ہوتیں جو ایسے تماشائیوں کا دل لبھا سکے

مجمع یہ ہرقسم کے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جن میں سے بعض تجسس لیے رک کر دیکھتے ہیں اور مداری کی باتوں کو سن کر غور کرتے ہیں اور پھر نفی میں سر ہلا کر منہ میں بڑبڑاتے ہوئے چل دیتے ہیں کہ " بیوقوف " بنا رہا ہے اگر اتنا ہی یہ علم رکھتا جس کے دعوی کررہا ہے تو یوں سڑکوں پر تماشے کرکے مال نہ اکٹھا کررہا ہوتا بلکہ اپنے مقام پر رہتا اور لوگ

اس کے پاس چل کر آتے اور مداری ایسے لوگوں کے مجمع سے نکلنے پر اندر سے کافی پریشان ہوتا ہے لیکن مجمع پر اپنی دھاک بٹھائے رکھنے کیلئے یہ جملہ کستا ہے کہ " نامرد " اس مجمع سے نکل جائے اور پھر کہتا ہے دیکھا یہ جو لوگ گئے ہیں وہ نامرد تھے

مرزا جہلمی وہی مداری ہے جو مجمع اکٹھا کرنے کی کوشش میں ہے اور ایمان لوٹنے کے چکر میں ہے اور اس کے مجمع میں عقلمند فورا پہچان کر اسے دفع دور کرتے ہوئے اس سے اپنا دامن بچاکر نکل جاتے ہیں اور تجسس کے مارے بیوقوف اس مرزے جہلمی کی پٹاری سے انوکھی چیزیں نکلتے دیکھنے کے چکر میں اپنا ایمان خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں اور انکو اہل علم سے علم حاصل کرنے کی بجائے ایسی کھٹی میٹھی باتیں کرنے والے مداری میں زیادہ لطف محسوس ہوتا ہے اور جو لوگ اس مرزے جہلمی کو سن کر چھوڑ دیتے ہیں یہ انکے کیلئے یہ جملے کہتا پھرتا ہے " مجھے انکی کوئی پروا نہیں بلکہ یہ تو علم سیکھنے والے ہی نہ تھے "

نوٹ

مرزا جہلمی کی سب سے بڑی جیت یہ ہے کہ وہ زندہ لاشوں کو سامنے بٹھا کر لیکچر دیتا ہے، تنقید اور کراس کوئسچن سے دور بھاگتا ہے، اور یوں اکیلا دوڑ کر ریس میں پہلے نمبر پر آجاتا ہے۔

انجینئر محمد علی مرزا اور صحابہ کرام کی گستاخی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاخیر سے ایمان لانے والے صحابہ کی توہین

قرآن و سنت اور فہم سلف کے خلاف تفسیر کرتے ہوئے محمد علی مرزا جہلمی نے کہا ہے :

”(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ)محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ) اور جو ان کے ساتھی ہیں۔ (اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ) وہ کافروں پر تو بڑے سخت ہیں (رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ) لیکن آپس میں بڑے نرم دل ہیں،ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہیں۔

لیکن یاد رکھیے گا،یہ تمام صحابہ کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ صلح حدیبیہ کے موقعے پر آیات نازل ہوئیں۔ اس سے مراد بعد کے لوگ نہیں ہیں۔ یہ وہ چودہ سو صحابہ کی شان ہے۔ اسی لیے میں نے اوپر وہ آیت رکھی تھی کہ اللہ کن سے راضی ہوا سیاق) میں یہ آخری آیت اسی سورت کی آ رہی ہے کہ یہ وہ) Context ؟ صلح حدیبیہ کے (صحابہ سے) اور انہی کے صحابہ ہیں۔ اب یہ پکڑ کہ وہ فتح مکہ کے بعد جو معافیاں مانگ کے مسلمان ہوئے،پوری زندگی اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے رہے اور بعد میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ان کے اوپر یہ آیات لگانا تو یہ قرآن پاک کے ساتھ خیانت کرنا ہے "اور اپنا لقمہ قرآن کے منہ میں ڈالنے والی بات ہے۔اس سے بڑی کوئی خیانت نہیں ہو سکتی۔

)33:40 تا 32:25، وقت 96(لیکچر مسئلہ

مرزا کی یہ باتیں قرآن و سنت سے صریح جہالت اور صحابہ کرام کی واضح گستاخی پر مبنی ہیں۔کچھ قابل غور نکات یہ ہیں :

1 ... اگر کوئی آیت کسی خاص موقع پر نازل ہو لیکن اس کے الفاظ عام ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا مفہوم صرف اسی واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ایسا سوچنا قرآن کریم سے جہالت کا نتیجہ ہے۔قرآن کریم کے جو الفاظ کسی خاص واقعہ میں نازل ہوئے،وہ الفاظ اسی تناظر کے باقی لوگوں کے لیے بھی عام تھے۔اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں :

)خاص سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے 3 : 58(ا) سب مسلمان اس بات کے اقراری ہیں کہ آیت ِظہار(المجادلۃ بارے میں نازل ہوئی، لیکن اس کا حکم ان سب لوگوں کے لیے عام ہے جو ظہار کریں۔

(ب) لعان کی آیت بالاتفاق سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر نازل ہوئی،لیکن سب مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ باقی سارے مسلمان بھی اس حکم میں شامل ہیں،جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آ جائے۔

کیا اب مرزا ان آیات کے بارے میں بھی یہ کہے گا کہ ظہار والی آیت سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ اور لعان والی آیت سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی،لہٰذا ان آیات کا حکم بھی صرف انہی دو صحابہ کے ساتھ خاص ہے،اسے بعد والے مسلمانوں پر فٹ کرنا خیانت ہے؟

مزے کی بات تو یہ ہے کہ ظہار اور لعان والی آیات میں بھی عام الفاظ وَالَّذِیْنَ (وہ لوگ جو) ہیں اور شان صحابہ والی آیت میں بھی عام الفاظ وَالَّذِیْنَ (وہ لوگ جو)ہی ہیں۔

: آئیے بالترتیب آیت ظہار،آیت لِعان اور آیت ِشانِ صحابہ ملاحظہ فرمائیں

3 : 58(وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ) المجادلۃ

’’وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔۔۔‘‘

6 : 24(وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) النور

’’وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔۔۔‘‘

29 : 48(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ) الفتح

’’محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں،وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔‘‘

اگر خاص واقعہ پر نازل ہونے کے باوجود ظہار اور لعان والی آیات کا حکم خاص نہیں،بلکہ عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام ہے جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے،تو رضائے الٰہی اور اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ اور رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ والا امر بھی عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام کیوں نہیں،جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنے؟

2 ۔۔۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قرآنی آیت کسی خاص صحابی کے بارے میں نازل ہو اور اس کے الفاظ بھی خاص ہی ہوں ، تو بھی وہ اسی صحابی کے ساتھ خاص نہیں رہتی،بلکہ اس کے خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے،جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کابیان ہے:

ان رجلا اصاب من امرأة قبلة فأتى النبى صلى الله عليه وسلم فأخبره فأنز الله عزوجل: {اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ}(هود : 114)، فقال الرجل: يا رسول الله، ألي هذا ؟ قال : ’لجميع أمتي كلهم‘ ۔

’’ایک صحابی(غیرمحرم) عورت کو بوسہ دے بیٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : تو صبح شام اور رات کے اندھیرے میں نماز قائم کر،کیونکہ نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔اس آدمی نے عرض کیا : اللہ کے رسول! کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا : نہیں،بلکہ میری ساری امت کے لیے۔“

)2763، صحیح مسلم : 4687، 526(صحیح البخاري :

اب اس آیت میں جو الفاظ ہیں،وہ واحد کے صیغے کے ساتھ اُسی صحابی کے لیے تھے، لیکن اس کے باوجود حکم کو اُن ،سب لوگوں کے لیے عام رکھا گیا جو ایسا کرتے ہیں۔جب خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے توجو الفاظ ہوں ہی عام ان کے حکم کو خاص قرار دینا اور ان کے عموم کو خیانت قرار دینا کون سی دینی خدمت ہے؟

3 ... اہل سنت کے کسی ایک بھی مفسر یا اہل علم نے اس آیت کو اہل شجرہ کے لیے خاص قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس میں صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام شامل نہیں ہیں۔سب نے اسے عام قرار دیتے ہوئے سب صحابہ کرام کی شان میں بیان کیا ہے۔شائقین اس حوالے سے تفسیر طبری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

کیا اسلاف اِمت قرآن کریم کی تفسیر کو بہتر سمجھتے تھے یا آج کے وہ لوگ،جو تفسیر کی ابجد سے بھی جاہل ہیں،وہ زیادہ سمجھتے ہیں؟

4 ... سب صحابہ کرام کے رضائے الٰہی کا بیان اگرچہ یہاں صلح حدیبیہ کے تناظر میں بیان ہوا ہے،اگر اسے چودہ سو صحابہ کے لیے خاص بھی سمجھ لیا جائے تو سورۂ توبہ اور سورۂ حدید کی ان صریح آیات کا کیا کیا جائے گا،جس میں بعد میں ایمان لانے والے صحابہ کرام کو بھی واضح انداز میں یہی خوش خبری سنائی گئی؟

فرمان باری تعالیٰ ہے :

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ)

”مہاجرین وانصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کے راستے پر چلے،اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں،جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔“ (التوبة: 100)

یہاں سابقون اولون کے ساتھ ساتھ بعد میں ایمان لانے والوں کے لیے بھی وہی رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت موجود ہے۔

نیز صحابہ کرام کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے :

(لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ)

”تم میں سے وہ لوگ(باقی صحابہ کے)برابر نہیں جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور قتال کیا،بلکہ یہ لوگ ان لوگوں سے بڑے اجر والے ہیں،جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ اچھا وعدہ کیاہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔“ (الحدید 57 : 10)

امام تفسیر،علامہ محمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (224-310ھ)فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں :

وقوله : {وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى}، يقول تعالى ذكره : وكل هولاء الذين انفقوا من قبل الفتح وقاتلوا،والذين انفقوا من بعد وقاتلوا، وعدالله الجنة بانفاقهم فى سبيله، وقتالهم اعداءه ۔

”فرمان باری تعالیٰ ’اور اللہ نے سب کے ساتھ اچھائی کا وعدہ فرمایا ہے‘میں اللہ فرماتا ہے : یہ سب صحابہ جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور دشمنوں سے قتال کیا اور جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،اللہ تعالیٰ نے سب کو ان کے مال خرچ کرنے اور دشمنوں سے قتال کرنے کی وجہ سے جنت کا وعدہ دیا ہے۔“

(جامع البيان في تأويل القرآن : 177/23)

یعنی فتح سے پہلے والے صحابہ ہوں یا بعد والے،سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر جنت میں دخول ممکن ہے؟

اس آیت میں تحریف معنوی کرتے ہوئے مرزا نے کہا ہے :

”وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ (آیت میں ’تم‘ کا لفظ ہے،جو علی مرزا نے اپنی جہالت سے ’وہ‘ میں بدل دیا ہے)اعمال کر رہے ہیں۔ یعنی اوپن لائسنس نہیں دے دیا کہ اعمال کی بنیاد پہ فیصلہ ہونا ہے۔یہ نہیں کہ خالی کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب جنت جو ہے وہ گارنٹیڈ ہوگئی ہے،حضور کو دیکھ لیا ہے تو اب گارنٹیڈ ہوگئی ہے،اس طریقے سے نہیں ہوگا،اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے،دیکھےگا۔“

)37:43تا 37:21، وقت 96(مسئلہ

حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس آیت میں تو فتح سے پہلے اور بعد والے تمام صحابہ کرام کے لیے جنت کی واضح ،بشارت دے دی گئی ہے،پھر یہ کہنا کہ بعد والوں کو جنت کا اوپن لائسنس نہیں ملا اور جنت ان کے لیے پکی نہیں ہوئی واضح معنوی تحریف ہے۔

رہی اعمال سے خبردار ہونے کی بات،تو وہ بطور ِحوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے نہ کہ بطورِ تنبیہ۔یعنی اس لیے نہیں کہی گئی کہ تمہارے اعمال کو دیکھا جائے گا اور فیصلہ کیا جائے گا کہ فتح کے بعد والے صحابہ نے جنت میں جانا ہے یا نہیں،بلکہ اس لیے کہ بعد والوں کا مال خرچ کرنا اور قتال کرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے،لہٰذا وہ ضرور اس کے بدلے میں جنت کا انعام دے گا۔

: ھ)فرماتے ہیں224-310انہی الفاظ کے بارے میں امامِ تفسیر،علامہ حمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (

وقوله : {وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ } يقول تعالى ذكره : والله بما تعملون من النفقة في سبيل الله، وقتال اعدائه، وغير ذلك من اعمالكم التي تعملون خبير، لا يخفى عليه منها شيى، وهو مجازيكم على جميع ذلك يوم القيامة۔

”فرمانِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو،اسے خوب جاننے والا ہے۔اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم انفاق فی سبیل اللہ اور دشمنوں سے لڑائی وغیرہ کی صورت میں جو اعمالِ صالحہ کرتے ہو،اُن سے خوب واقف ہے،ان میں سے کوئی نیک عمل اس سے مخفی نہیں،لہٰذا وہ ان تمام اعمال کی جزا روز ِقیامت تمہیں عطا فرمائے گا۔“

)177/23(جامع البيان في تأويل القرآن :

اب امام تفسیر علامہ طبری رحمہ اللہ کی تفسیر صحیح مانی جائے یا اس جاہل کی تفسیر پر اعتماد کیا جائے جو تعملون(تم عمل کرتے ہو) اور یعملون (وہ عمل کرتے ہیں)کافرق بھی نہیں جانتا؟

یاد رہے کہ صحابہ کرام کے درجات میں تفاوت سے کسی کو انکار نہیں۔فتح سے پہلے اور بعد والے صحابہ کرام کے درجات میں فرق ضرور ہے،لیکن یہ ایسے ہی ہے جیسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی،سیدنا حذیفہ بن یمان اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنھم سمیت دیگر صحابہ کے درجہ میں فرق ہے۔اس فرق سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ کچھ صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ راضی اور کچھ سے راضی نہیں تھا یا کچھ صحابہ کرام کافروں پر سخت اور کچھ سخت نہیں تھے۔

5... مرزا کو کیسے پتا چلا کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا؟ سبحانك هذا بهتان عظيم

ایسی بات وہی کر سکتا ہے کہ بخاری و مسلم کی درج ذیل حدیث سے یا تو بالکل جاہل ہو یا اس کو صریحاً جھٹلاتا ہو۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية، فصبحنا الحرقات من جهينة، فادركت رجلا، فقال : لا اله الا الله، فطعنته، فوقع في نفسي من ذلك، فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ’اقال : لا اله الا الله وقتلته؟‘، قال : قلت : يا رسول الله، انما قالها خوفا من السلاح، قال : افلا شققت عن قلبه حتى تعلم اقالها ام لا؟ فما زال يكررها علي، حتى تمنيت اني اسلمت يومئذ۔

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک جنگ میں بھیجا۔ہم صبح کے وقت حرقات جھینه(جگہ کا نام) میں تھے،میں نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا(اور اسے قتل کرنا چاہا)تو اس نے لا اله الا اللہ کہہ دیا،لیکن میں نے اسے تیر مارا (اور قتل کر دیا)،اس بارے میں میرا دل شبہ میں پڑ گیا،میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے فرمایا : کیا اس کے لا اله الا اللہ پڑھنے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا : اللہ کے رسول! اس نے تو اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم نے اس کا دِل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے کلمہ ڈر سے پڑھا تھا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (غصے سے)مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے، حتی کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا(اور یہ جرم مجھ سے سرزد نہ ہوا ہوتا)۔‘‘

(صحيح البخاري : 4269، 6872، صحيح مسلم : 158، واللفظ له)

ایک صحابی نے کسی کلمہ پڑھنے والے ایسے شخص کے بارے میں جو صحابی بھی نہ تھا،یہ کہہ دیا کہ اس نے تو موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا اور اس صحابی کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ ایسا کہنا جائز نہیں۔پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سخت ناراض ہوئے،تو کسی چودھویں صدی کے کسی شخص کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ بات کہنا کیسے قرآن و سنت کی مخالفت اور واضح گستاخی نہیں ہو گا،جو اہل سنت کے ہاں بالاتفاق صحابی ٔ رسول ہوں اور جنہیں رضائے الٰہی اور جنت کی ضمانت بھی مل چکی ہو ؟

ہم مرزا سے کہتے ہیں:

کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال کا حساب لینا ہے؟جب یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنھم کادِل چیر کے دیکھا تھا کہ انہوں نے موت کے ڈر

سے کلمہ پڑھا تھا یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے تو کیا جواب دو گے؟

6 ... اگر ایمان لانے سے پہلے اسلام کی مخالفت یا کلمہ پڑھنے میں تاخیر اسلام لانے کے بعد کوئی جرم شمار ہوتی ہے تو یہی بات اگر کوئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موازنہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو شروع شروع میں مسلمان ہو گئے تھے،جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک عرصے تک ''اسلام اور مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرے گھونپتے رہے،پھر خلافت کے حق دار عمر رضی اللہ عنہ پہلے کیسے بن گئے'' توتمہارا جواب کیا ہوگا ؟

ویسے بھی اسلام قبول کرتے وقت ہی اللہ تعالیٰ پہلے والے سارے جرائم کو نہ صرف معاف فرما دیتا ہے،بلکہ ان جرائم کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَـيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) الفرقان 25 : 70

''ہاں جن لوگوں نے توبہ کی،ایمان لائے اور نیک عمل کیے،تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا خوب مہربان ہے۔''

لہٰذا اسلام سے پہلے کیے گئے جرائم اور اسلام میں تاخیر کو صحابہ کرام کی شان و فضیلت کے خلاف پیش کرنا رافضیوں کا کام ہے، مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔

7 ... اگر یہ آیات چودہ سو اصحاب ِشجرہ کے لیے خاص ہیں تو کیا جو صحابہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں شہادت پا گئے تھے یا جو مدینہ میں آکر بدر واحد میں شہید ہو گئے تھے یا جو صلح حدیبیہ سے پہلے طبعی طور پر فوت ہو گئے، وہ بھی ان آیات کے عموم میں داخل نہیں ہوں گے؟ کیا ان کے حوالے سے بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ چونکہ چودہ سو اصحاب ِشجرہ میں شاملنہیں تھے اور یہ آیات اصحاب ِشجرہ کے بارے ہی میں نازل ہوئی تھیں،لہٰذا نہ ان کے لیے رضائے الٰہی کی ضمانت ہے نہ وہ (اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ) اور (رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ)تھے؟

اگر اس فضیلت میں پہلے والے ان صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے جو صلح حدیبیہ میں موجود نہیں تھے اور اس سے ادنیٰ خیانت بھی لازم نہ آئے ،لیکن اگر اس فضیلت میں بعد والے صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے تو یہ سب سے بڑی خیانت بن جائے؟ واہ کیا انصاف ہے!!!

قارئین کرام! اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریر محض اصلاح کے لیے ہے،تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے ہٹا کر اسے پڑھیے اور انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ کیا اب بھی مرزا محمد علی جہلمی کے نظریات کو قرآن و سنت کے خلاف قرار نہ دیا جائے؟

کیا اب بھی اسے صحابہ کرام کا گستاخ نہ کہا جائے؟

کیا اب بھی اسے اہل سنت والجماعت کے عقیدے سے منحرف نہ مانا جائے؟

کیا اب بھی کچھ صحابہ کرام کو رضائے الٰہی سے محروم سمجھا جائے؟

اور کیا اب بھی کافروں کے لیے سخت اور مؤمنوں کے لیے نرم ہونے کا وصف سب صحابہ کرام کے لیے بیان نہ کیا جائے؟

تحریر : حافظ ابو یحیی نورپوری

پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور

انجینئر محمد علی مرزا اور صحابہ کرام کی گستاخی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاخیر سے ایمان لانے والے صحابہ کی توہین

قرآن و سنت اور فہم سلف کے خلاف تفسیر کرتے ہوئے محمد علی مرزا جہلمی نے کہا ہے :

”(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ)محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ) اور جو ان کے ساتھی ہیں۔ (اَشِدَّآءُ عَلَي الْكُفَّارِ) وہ کافروں پر تو بڑے سخت ہیں (رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ) لیکن آپس میں بڑے نرم دل ہیں،ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہیں۔

لیکن یاد رکھیے گا،یہ تمام صحابہ کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ صلح حدیبیہ کے موقعے پر آیات نازل ہوئیں۔ اس سے مراد بعد کے لوگ نہیں ہیں۔ یہ وہ چودہ سو صحابہ کی شان ہے۔ اسی لیے میں نے اوپر وہ آیت رکھی تھی کہ اللہ کن سے راضی ہوا سیاق) میں یہ آخری آیت اسی سورت کی آ رہی ہے کہ یہ وہ (Context ؟ صلح حدیبیہ کے (صحابہ سے) اور انہی کے

صحابہ ہیں۔ اب یہ پکڑ کہ وہ فتح مکہ کے بعد جو معافیاں مانگ کے مسلمان ہوئے،پوری زندگی اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے رہے اور بعد میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ان کے اوپر یہ آیات لگانا تو یہ قرآن پاک کے ساتھ خیانت کرنا ہے اور اپنا لقمہ قرآن کے منہ میں ڈالنے والی بات ہے۔اس سے بڑی کوئی خیانت نہیں ہو سکتی۔"

(لیکچر مسئلہ 96، وقت 32:25 تا 33:40)

مرزا کی یہ باتیں قرآن و سنت سے صریح جہالت اور صحابہ کرام کی واضح گستاخی پر مبنی ہیں۔کچھ قابل غور نکات یہ ہیں :

1۔۔۔ اگر کوئی آیت کسی خاص موقع پر نازل ہو لیکن اس کے الفاظ عام ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا مفہوم صرف اسی واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ایسا سوچنا قرآن کریم سے جہالت کا نتیجہ ہے۔قرآن کریم کے جو الفاظ کسی خاص واقعہ میں نازل ہوئے،وہ الفاظ اسی تناظر کے باقی لوگوں کے لیے بھی عام تھے۔اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں :

(ا) سب مسلمان اس بات کے اقراری ہیں کہ آیت ِظہار(المجادلۃ 58 : 3)خاص سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، لیکن اس کا حکم ان سب لوگوں کے لیے عام ہے جو ظہار کریں۔

(ب) لعان کی آیت بالاتفاق سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر نازل ہوئی،لیکن سب مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ باقی سارے مسلمان بھی اس حکم میں شامل ہیں،جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آ جائے۔

کیا اب مرزا ان آیات کے بارے میں بھی یہ کہے گا کہ ظہار والی آیت سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ اور لعان والی آیت سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی،لہٰذا ان آیات کا حکم بھی صرف انہی دو صحابہ کے ساتھ خاص ہے،اسے بعد والے مسلمانوں پر فٹ کرنا خیانت ہے؟

مزے کی بات تو یہ ہے کہ ظہار اور لعان والی آیات میں بھی عام الفاظ وَالَّذِيْنَ (وہ لوگ جو) ہیں اور شانِ صحابہ والی آیت میں بھی عام الفاظ وَالَّذِيْنَ (وہ لوگ جو)ہی ہیں۔

آئیے بالترتیب آیت ظہار،آیت ِلعان اور آیت ِشانِ صحابہ ملاحظہ فرمائیں :

(وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ) المجادلۃ 58 : 3

”وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔۔۔“

(وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) النور 24 : 6

”وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔۔۔“

(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ) الفتح 48 : 29

”محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں،وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔“

اگر خاص واقعہ پر نازل ہونے کے باوجود ظہار اور لعان والی آیات کا حکم خاص نہیں،بلکہ عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام ہے جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے،تو رضائے الٰہی اور اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ اور رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ والا امر بھی عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام کیوں نہیں،جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنے؟

2 ۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قرآنی آیت کسی خاص صحابی کے بارے میں نازل ہو اور اس کے الفاظ بھی خاص ہی ہوں ، تو بھی وہ اسی صحابی کے ساتھ خاص نہیں رہتی،بلکہ اس کے خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے،جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کابیان ہے:

ان رجلا اصاب من امرأة قبلة فأتى النبى صلى الله عليه وسلم فأخبره فأنز الله عزوجل: {اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ}(هود : 114)، فقال الرجل: يا رسول الله، ألي هذا ؟ قال : ’لجميع أمتي كلهم‘ .

”ایک صحابی(غیرمحرم) عورت کو بوسہ دے بیٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : تُو صبح شام اور رات کے اندھیرے میں نماز قائم کر،کیونکہ نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔اس آدمی نے عرض کیا : اللہ کے رسول! کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نہیں،بلکہ میری ساری امت کے لیے۔“

(صحيح البخاري : 526، 4687، صحيح مسلم : 2763)

اب اس آیت میں جو الفاظ ہیں،وہ واحد کے صیغے کے ساتھ اُسی صحابی کے لیے تھے، لیکن اس کے باوجود حکم کو اُن سب لوگوں کے لیے عام رکھا گیا جو ایسا کرتے ہیں۔جب خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے توجو الفاظ ہوں ہی عام، ان کے حکم کو خاص قرار دینا اور ان کے عموم کو خیانت قرار دینا کون سی دینی خدمت ہے؟

3 ... اہل سنت کے کسی ایک بھی مفسر یا اہل علم نے اس آیت کو اہل شجرہ کے لیے خاص قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس میں صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام شامل نہیں ہیں۔سب نے اسے عام قرار دیتے ہوئے سب صحابہ کرام کی شان میں بیان کیا ہے۔شائقین اس حوالے سے تفسیر طبری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

کیا اسلاف ِامت قرآن کریم کی تفسیر کو بہتر سمجھتے تھے یا آج کے وہ لوگ،جو تفسیر کی ابجد سے بھی جاہل ہیں،وہ زیادہ سمجھتے ہیں؟

4 ... سب صحابہ کرام کے رضائے الٰہی کا بیان اگرچہ یہاں صلح حدیبیہ کے تناظر میں بیان ہوا ہے،اگر اسے چودہ سو صحابہ کے لیے خاص بھی سمجھ لیا جائے تو سورۂ توبہ اور سورۂ حدید کی ان صریح آیات کا کیا کیا جائے گا،جس میں بعد میں ایمان لانے والے صحابہ کرام کو بھی واضح انداز میں یہی خوش خبری سنائی گئی؟

فرمان باری تعالیٰ ہے :

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ)

”مہاجرین وانصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کے راستے پر چلے،اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں،جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔“ (التوبة: 100)

یہاں سابقون اولون کے ساتھ ساتھ بعد میں ایمان لانے والوں کے لیے بھی وہی رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت موجود ہے۔

نیز صحابہ کرام کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے :

(لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ)

”تم میں سے وہ لوگ(باقی صحابہ کے)برابر نہیں جنھوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور قتال کیا،بلکہ یہ لوگ ان لوگوں سے بڑے اجر والے ہیں،جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ اچھا وعدہ کیاہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔“ (الحدید 57 : 10)

اس آیت کی تفسیر میں امام تفسیر،علامہ محمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (224-310ھ)فرماتے ہیں :

وقوله : {وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى}، یقول تعالی ذکره : وکل هولاء الذین انفقوا من قبل الفتح وقاتلوا،والذین انفقوا من بعد وقاتلوا، وعدالله الجنة بانفاقهم فی سبیله، وقتالهم اعداءه ۔

”فرمان باری تعالیٰ ’اور اللہ نے سب کے ساتھ اچھائی کا وعدہ فرمایا ہے‘میں اللہ فرماتا ہے : یہ سب صحابہ جنھوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور دشمنوں سے قتال کیا اور جنھوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،اللہ تعالیٰ نے سب کو ان کے مال خرچ کرنے اور دشمنوں سے قتال کرنے کی وجہ سے جنت کا وعدہ دیا ہے۔“

(جامع البیان في تأویل القرآن : 177/23)

یعنی فتح سے پہلے والے صحابہ ہوں یا بعد والے،سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر جنت میں دخول ممکن ہے؟

اس آیت میں تحریف معنوی کرتے ہوئے مرزا نے کہا ہے :

”وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ (آیت میں ’تم‘ کا لفظ ہے،جو علی مرزا نے اپنی جہالت سے ’وہ‘ میں بدل دیا ہے)اعمال کر رہے ہیں۔ یعنی اوپن لائسنس نہیں دے دیا کہ اعمال کی بنیاد پہ فیصلہ ہونا ہے۔یہ نہیں کہ خالی کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب جنت جو ہے وہ گارنٹیڈ ہوگئی ہے،حضور کو دیکھ لیا ہے تو اب گارنٹیڈ ہوگئی ہے،اس طریقے سے نہیں ہوگا،اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے،دیکھےگا۔“

(مسئلہ 96، وقت 37:21 تا 37:43)

حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس آیت میں تو فتح سے پہلے اور بعد والے تمام صحابہ کرام کے لیے جنت کی واضح بشارت دے دی گئی ہے،پھر یہ کہنا کہ بعد والوں کو جنت کا اوپن لائسنس نہیں ملا اور جنت ان کے لیے پکی نہیں ہوئی، واضح معنوی تحریف ہے۔

رہی اعمال سے خبردار ہونے کی بات،تو وہ بطور ِحوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے نہ کہ بطورِ تنبیہ۔یعنی اس لیے نہیں کہی گئی کہ تمہارے اعمال کو دیکھا جائے گا اور فیصلہ کیا جائے گا کہ فتح کے بعد والے صحابہ نے جنت میں جانا ہے یا نہیں،بلکہ اس لیے کہ بعد والوں کا مال خرچ کرنا اور قتال کرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے،لہٰذا وہ ضرور اس کے بدلے میں جنت کا انعام دے گا۔

علامہ حمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (224-310ھ)امامِ تفسیر،انہی الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں :

وقوله : {وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ } يقول تعالى ذكره : والله بما تعملون من النفقة في سبيل الله، وقتال اعدائه، وغير ذلك من اعمالكم التي تعملون خبير، لا يخفى عليه منها شيى، وهو مجازيكم على جميع ذلك يوم القيامة۔

”فرمانِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو،اسے خوب جاننے والا ہے۔اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم انفاق فی سبیل اللہ اور دشمنوں سے لڑائی وغیرہ کی صورت میں جو اعمالِ صالحہ کرتے ہو،اُن سے خوب واقف ہے،ان میں سے کوئی نیک عمل اس سے مخفی نہیں،لہٰذا وہ ان تمام اعمال کی جزا روزِ قیامت تمہیں عطا فرمائے گا۔“

(جامع البيان في تاويل القرآن : 177/23)

اب امامِ تفسیر علامہ طبری رحمہ اللہ کی تفسیر صحیح مانی جائے یا اس جاہل کی تفسیر پر اعتماد کیا جائے جو تعملون(تم عمل کرتے ہو) اور یعملون (وہ عمل کرتے ہیں)کافرق بھی نہیں جانتا؟

یاد رہے کہ صحابہ کرام کے درجات میں تفاوت سے کسی کو انکار نہیں۔فتح سے پہلے اور بعد والے صحابہ کرام کے درجات میں فرق ضرور ہے،لیکن یہ ایسے ہی ہے جیسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی،سیدنا حذیفہ بن یمان اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنهم سمیت دیگر صحابہ کے درجہ میں فرق ہے۔اس فرق سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ کچھ صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ راضی اور کچھ سے راضی نہیں تھا یا کچھ صحابہ کرام کافروں پر سخت اور کچھ سخت نہیں تھے۔

5 ... مرزا کو کیسے پتا چلا کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا؟ سبحانك هذا بهتان عظيم

ایسی بات وہی کر سکتا ہے کہ بخاری و مسلم کی درج ذیل حدیث سے یا تو بالکل جاہل ہو یا اس کو صریحاً جھٹلاتا ہو۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

،بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية، فصبحنا الحرقات من جهينة، فادركت رجلا، فقال : لا اله الا الله، فطعنته فوقع في نفسي من ذلك، فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ’اقال : لا اله الا الله وقتلته؟‘، قال : قلت : يا رسول الله، انما قالها خوفا من السلاح، قال : افلا شققت عن قلبه حتى تعلم اقالها ام لا؟ فما زال يكررها علي، حتى تمنيت اني اسلمت يومئذ۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک جنگ میں بھیجا۔ہم صبح کے وقت حرقات جهينه(جگہ کا نام) میں تھے،میں نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا(اور اسے قتل کرنا چاہا)تو اس نے لا اله الا الله کہہ دیا،لیکن میں نے اسے تیر مارا (اور قتل کر دیا)،اس بارے میں میرا دل شبہ میں پڑ گیا،میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے فرمایا : کیا اس کے لا اله الا الله پڑھنے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا : اللہ کے رسول! اس نے تو اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم نے اس کا دِل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے کلمہ ڈر سے پڑھا تھا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (غصے سے)مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے، حتی کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا(اور یہ جرم مجھ سے سرزد نہ ہوا ہوتا)۔“

(صحيح البخاري : 4269، 6872، صحيح مسلم : 158، واللفظ له)

ایک صحابی نے کسی کلمہ پڑھنے والے ایسے شخص کے بارے میں جو صحابی بھی نہ تھا،یہ کہہ دیا کہ اس نے تو موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا اور اس صحابی کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ ایسا کہنا جائز نہیں۔پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سخت ناراض ہوئے،تو کسی چودھویں صدی کے کسی شخص کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ بات کہنا کیسے قرآن و سنت کی مخالفت اور واضح گستاخی نہیں ہو گا،جو اہل سنت کے ہاں بالاتفاق صحابی ٔ رسول ہوں اور جنہیں رضائے الٰہی اور جنت کی ضمانت بھی مل چکی ہو ؟

ہم مرزا سے کہتے ہیں:

کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال کا حساب لینا ہے؟جب یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنهم کادِل چیر کے دیکھا تھا کہ انہوں نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے تو کیا جواب دو گے؟

... اگر ایمان لانے سے پہلے اسلام کی مخالفت یا کلمہ پڑھنے میں تاخیر اسلام لانے کے بعد کوئی جرم شمار ہوتی ہے تو 6

یہی بات اگر کوئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موازنہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو شروع شروع میں مسلمان ہو گئے تھے،جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک عرصے تک ’’اسلام اور مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرے گھونپتے رہے،پھر خلافت کے حق دار عمر رضی اللہ عنہ پہلے کیسے بن گئے‘‘ توتمہارا جواب کیا ہوگا ؟

ویسے بھی اسلام قبول کرتے وقت ہی اللہ تعالیٰ پہلے والے سارے جرائم کو نہ صرف معاف فرما دیتا ہے،بلکہ ان جرائم کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَـيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) الفرقان 25 : 70

’’ہاں جن لوگوں نے توبہ کی،ایمان لائے اور نیک عمل کیے،تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا خوب مہربان ہے۔‘‘

لہٰذا اسلام سے پہلے کیے گئے جرائم اور اسلام میں تاخیر کو صحابہ کرام کی شان و فضیلت کے خلاف پیش کرنا رافضیوں کا کام ہے، مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔

7 ... اگر یہ آیات چودہ سو اصحاب ِشجرہ کے لیے خاص ہیں تو کیا جو صحابہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں شہادت پا گئے تھے یا جو مدینہ میں آ کر بدر واحد میں شہید ہو گئے تھے یا جو صلح حدیبیہ سے پہلے طبعی طور پر فوت ہو گئے، وہ بھی ان آیات کے عموم میں داخل نہیں ہوں گے؟ کیا ان کے حوالے سے بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ چونکہ چودہ سو اصحاب ِشجرہ میں شاملنہیں تھے اور یہ آیات اصحاب ِشجرہ کے بارے ہی میں نازل ہوئی تھیں،لہٰذا نہ ان کے لیے رضائے الٰہی کی ضمانت ہے نہ وہ (اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ) اور (رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ)تھے؟

اگر اس فضیلت میں پہلے والے ان صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے جو صلح حدیبیہ میں موجود نہیں تھے اور اس سے ادنیٰ خیانت بھی لازم نہ آئے ،لیکن اگر اس فضیلت میں بعد والے صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے تو یہ سب سے بڑی خیانت بن جائے؟ واہ کیا انصاف ہے!!!

قارئین کرام! اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریر محض اصلاح کے لیے ہے،تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے ہٹا کر اسے پڑھیے اور انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ کیا اب بھی مرزا محمد علی جہلمی کے نظریات کو قرآن و سنت کے خلاف قرار نہ دیا جائے؟

کیا اب بھی اسے صحابہ کرام کا گستاخ نہ کہا جائے؟

کیا اب بھی اسے اہل سنت والجماعت کے عقیدے سے منحرف نہ مانا جائے؟

کیا اب بھی کچھ صحابہ کرام کو رضائے الٰہی سے محروم سمجھا جائے؟

اور کیا اب بھی کافروں کے لیے سخت اور مؤمنوں کے لیے نرم ہونے کا وصف سب صحابہ کرام کے لیے بیان نہ کیا جائے؟

تحریر : حافظ ابو یحیی نورپوری

پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور

محمد علی مرزا جہلمی کے گمراہ کن نظریات

کچھ ماہ پہلے محمد علی مرزا جہلمی نامی ایک لڑکے کے منہج اور اس کی ویب سائٹ کے بارے میں اردو مجلس پر سوال ہوا۔راقم الحروف کو چونکہ اردو مجلس کی مجلس علماء میں شامل کیا گیا ہے،لہٰذا علم ہونے کے باوجود اس سوال کا جواب نہ دینا ہماری امانت و دیانت کے خلاف تھا۔ہم نے اختصار کے ساتھ اس کی چیدہ چیدہ گمراہیاں اردو مجلس میں بیان کر دیں۔ پھر کیا تھا کہ مرزا کے کچھ ساتھیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ لگے ہمارے اوپر دروغ گوئی کے فتوے داغنے۔ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے، وہ صاف جھوٹ ہے، مرزا کی جن گمراہیوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ان سے پاک ہے،نیز انہوں نے اس بارے میں ثبوت کا مطالبہ بھی کر دیا۔ لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ ہم کچھ اہم نجی و علمی مصروفیات کی بنا پر اردو مجلس کو وقت نہ دے سکے۔اِن دنوں جب ہم نے اردو مجلس جوائن کی تو معلوم ہوا کہ فرطِ عقیدت میں یہ لوگ حدودِ تہذیب و اخلاق عبور کر چکے ہیں اور باوجود کچھ ساتھیوں کی ترغیب ِصبر و انتظارکے، انہوں نے تحمل سے کام نہیں لیا۔

دراصل اس وقت ثبوت جمع کر کے پیش نہ کرنے کی وجہ ہمارا یہ خیال بنا کہ منہج سلف پر گامزن شخص محمد علی مرزا کی خرافات سن کر فوراً یہ بھانپ جائے گا۔ مختلف علاقوں کے بہت سے اہل حدیث ساتھی ہمارے علم میں ہیں ،جنہوں نے اسے شروع میں ہی بھانپ لیا تھا۔لیکن جو لوگ منہج سلف کو اچھی طرح سے سمجھ نہیں پائے یا ان کو محمدعلی مرزا کا صحیح چہرہ نظر نہیں آیا،وہ واقعی ثبوت طلب کرنے کے مجاز ہیں۔لیں جی!ہم ثبوت لیے ان کی خدمت

میں حاضر ہیں۔

یہاں پر ہم یہ بھی بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عصر حاضر کے شیعوں کی طرح تقیہ کرنا محمدعلی مرزا کا معمول ہے۔اس کی خلوت اور جلوت کی گفتگو میں بہت تضاد ہوتا ہے۔عام لوگوں کے سامنے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکریم کرتا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عزت کرتا ہے،اہل حدیثوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتاہے،وغیرہ وغیرہ۔لیکن کچھ خاص لوگ،جن کے بارے میں اسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ پوری طرح اس کے چنگل میں آ چکے ہیں،ان کے سامنے وہ کھل کر اپنے خُبثِ باطن کا اظہار کرتا ہے اور اس کی ایسی ساری گفتگو خاص لوگوں سے براہِ راست یا فون پر ہوتی ہے۔ہم اس کے فون کی ریکارڈ شدہ گفتگو ہی یہاں پیش کر رہے ہیں۔

اردو مجلس کے ایک رُکن "راج وَن" نامی شخص کے بقول ہم نے مرزا محمدعلی پر"پانچ سنگین" الزامات عائد کیے ہیں۔ آئیے اسی صاحب کے مطالبات کی ترتیب سے ہم ثبوت پیش کیے دیتے ہیں

1

محمد علی مرزاسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہوئے انہیں بدعتی قرار دیتا ہے،نیز اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی نہیں ہوا۔

*ثبوت حاضر ہے

2

یہ علمائے اہل حدیث کے بارے میں بکواسات کرتا ہے۔

ثبوت حاضر ہے

یہ بھی سنیں

اس کا کہنا ہے کہ جن علمائے اہل حدیث نے تقیہ باز رافضی اسحاق جھالوی کو گمراہ قرار دیا ہے،انہوں نے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔

*ثبوت حاضر ہے

(یاد رہے کہ شیخ زبیر علیزئی سمیت تمام علمائے اہل حدیث نے متفقہ طور پر اسحاق جھالوی کو صحابہ دشمنی کی بنا پر سخت گمراہ قرار دیا ہوا ہے)۔

3

اس نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں زبان درازی کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ فرقہ پرستی کی لعنت کا شکار تھے اور حق کو قبول نہیں کرتے تھے۔

*ثبوت حاضر ہے

4

شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ محمد علی مرزا کو فضول،غلط اور بکواسی قرار دیتے ہیں۔انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک عرصہ ہوا،میں نے اس سے رابطہ ختم کر دیا ہے۔اس کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پالیسی غلط ہے،بلکہ ،بکواس ہے۔شیخ فرماتے ہیں کہ اگر محمدعلی مرزا اب بھی ان کا نام استعمال کرتا ہے تو یہ اس کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں جو شخص بھی مجھ سے بات کرے گا،میں اس کے بارے میں کم از کم یہ الفاظ کہوں گا کہ محمدعلی غلط ہے اور وہ غلط کہتا ہے۔اس کی کیا عزت رہے گی؟

ثبوت حاضر ہیں

یہ لیں 1

2یہ لیں

3یہ لیں

5

اس کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ مرحوم و مغفور نہیں ہیں،بلکہ [رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ]کی صورت میں مغفرت کی ضمانت صرف کچھ صحابہ کرام کے لیے ہے۔

⋆ثبوت حاضر ہے

کیا یہی سلف کا منہج ہے؟سلف صالحین قرآن و سنت کی روشنی میں تمام صحابہ کرام کو مرحوم و مغفور سمجھتے ہیں۔ یہ بات کسی سنی مسلمان سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

نیز سلف صالحین تو مشاجرات ِصحابہ کے بارے میں اپنی زبان نہیں کھولتے تھے،بلکہ اس سے منع کرتے تھے،اس حوالے سے شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب "مشاجرات ِصحابہ اور سلف کا موقف"کا مطالعہ ضروری ہے۔اس کے برعکس محمد علی مرزا سیدنا معاویہ،سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سمیت کئی صحابہ کرام کے بارے مینمنہج سلف کا مخالف ہے۔

یہ تو ابھی محمد علی مرزا کے عقائد کی ایک جھلک تھی، ورنہ اس کے اندر اور بھی گمراہیاں ہیں۔

ہمارا مقصد صرف اور صرف اس کی گمراہیوں سے لوگوں کو اور خود اس کو آگاہ کرنا ہے۔

اللہ تعالی اسے ہدایت دے اور منہج سلف پر گامزن فرمائے اور لوگوں کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دیکھیں یہ انجینئر محمد علی مرزا کس طرح اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہا ہے

کس طرح عام مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں !

قال الإمام أحمد بن حنبل: من تنقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلا ينطوي إلا على بلية، وله خبيئة سوء إذ قصد إلى خير الناس، وهم أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے تو وہ اپنے اندر مصیبت چھپائے ہوئے ہے ، اس کے دل میں برائی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حملہ کرتا ہے

حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (انبیاء کرام علیہم السلام) کے بعد لوگوں میں سب سے بہترین اور معزز تھے

(السنة لأبي بكر بن الخلال (HADITH 757

دیکھیں اس لنک سے

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=911191922245223&id=100000632709875

شیخ زبیرعلی زئی رحمہ اللہ کا مواقف

بعض لوگ مخالفت برائے مخالفت کے عادی ہوتے ہیں یا بغض کی آگ میں جل رہے ہوتے اور یہ آگ اس وقت خوب بھڑکتی ہے جب ان کے مخالف کی کوئی بات ان کے ہتھے چڑھ جائے خواہ جھوٹ ہی ہو۔اس کی ایک جھلک اس وقت دیکھنے کو ملی جب مرزا جہلمی نے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو یار لوگوں نے اس پر مرزا صاحب کی گرفت تو نہ کی، البتہ حسبِ عادت محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کو آڑے ہاتھوں لیا اور سینے کا سارا کینہ زبان وقلم کے ذریعے سے باہر کیا، باوجودیکہ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کئی مواقع اور انداز سے مرزا جہلمی سے برأت کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر حافظ عبد الباسط فہیم حفظہ اللہ مدرس مسجد نبوی نے ایک وٹس اپ گروپ میں واضح بھی کیا کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل جب عمرے کی سعادت کے لیے گئے تو وہاں شیخ رحمہ اللہ نے مرزا جہلمی سے برات کا اعلان کیا، وقتاً فوقتاً اپنے تلامذہ سے بھی اس بات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔

ہم یہاں دو عمومی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں:

(ا) مرزا محمد علی یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ میں حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا شاگرد ہوں اور کئی عام وخاص اس تاثر کو قبول بھی کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا موصوف، شیخ رحمہ اللہ کا شاگرد ہے۔اس عارضی تعلق کا پس منظر یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں حضرو پہنچا، آپ سے بہت سے سوالات کیے جن کے جوابات سے مطمئن ہوکر مرزا صاحب نے اہل حدیث ہونے کا اعلان کیا۔ جو اس راہ کے راہی ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ نئے راہ حق قبول کرنے والے ساتھیوں کو کس قدر توجہ دی جاتی ہے،اسی بنا پر شیخ رحمہ اللہ نے بھی خصوصی توجہ دی اور یاد رہے کہ مرزا ہمیشہ اسی طرح ایک سائل ہی ہوتا جس طرح سینکڑوں لوگ روزانہ فون پر یا ملاقات کر کے اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتے تھے اور ان میں سے کبھی کسی نے شاگرد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

شیخ نے

شیخ ت

شیخ کے

)

تحریر جناب حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ

اشاعة الحدیث شمارہ نمبر 141 صفحہ 39